تقریر

تقریر بابت اللہ تعالیٰ
وقت 5-7منٹ

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا

اللہ تعالیٰ کی صفت اَللَّطِیْفُ

(تقریر نمبر 15)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ (الانعام:104)

یعنی آنکھیں اس کو نہیں پا سکتیں ہاں وہ خود آنکھوں تک پہنچتا ہے اور وہ بہت باریک بین اور ہمیشہ باخبر رہنے والا ہے۔

ہے دیں وہی کہ جس کا خدا آپ ہو عیاں
خود اپنی قدرتوں سے دکھاوے کہ ہے کہاں

(درثمین)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے **اَللَّطِیْفُ** کی اپنے ایک خطبہ جمعہ میں بہت تفصیل بیان فرمائی ہے خاکسار وہی تفصیل کو اختصار کے ساتھ اپنی اس تقریر میں بیان کر دیتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اقرب لغت کی کتاب میں **اَللَّطِیْفُ** کے معنے میں لکھا ہے کہ لطف و مہربانی کرنے والا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے بھی ہے اور تب اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ اپنے بندوں سے حسن سلوک کرنے والا۔ اپنی مخلوق کو ان کے منافع۔ نرمی اور مہربانی سے عطا کر کے ان سے حسن سلوک کا معاملہ کرنے والا۔ باریک در باریک اور مخفی در مخفی امور کو جاننے والا۔

علّامہ قرطبی نے اس لفظ کے معنے کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر لطف کرنے سے مراد انہیں اعمالِ حسنہ کی توفیق بخشنا اور گناہوں سے بچائے رکھنا ہے۔ ملاطفت یعنی حسن سلوک بھی اسی سے نکلا ہے۔ پھر جنید بغدادی رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ **اَللَّطِیْفُ** وہ ہے کہ جس نے ہدایت کے نور سے تیرے دل کو منوّر کیا اور غذا کے ذریعہ تیرے بدن کی پرورش کی اور آزمائش کے وقت میں تیرے لئے اپنی ولایت رکھی ہے۔ جب تو شعلوں میں پڑتا ہے تو وہ تیری حفاظت کرتا ہے اور اپنی پناہ کی جنت میں تجھے داخل کرتا ہے۔

الکُرظی کہتے ہیں کہ **لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ** کا مطلب ہے کہ حکم دینے اور محاسبہ کرنے میں بندوں سے بہت نرمی کرنے والا۔ بعض نے کہا ہے کہ **اَللَّطِیْفُ** سے مراد وہ ہے جو اپنے بندوں کی خوبیاں تو شائع کرتا ہے لیکن ان کی کمزوریوں کی پردہ پوشی کرتا ہے اور یہی مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں بیان ہوا ہے۔ کہ یَا مَنْ اَظْهَرَ الْجَمِيْلَ وَسَتَرَ الْقَبِيْحَ یعنی اے وہ خدا! جو اچھی باتوں کو ظاہر کرنے والا اور ناپسندیدہ چیزوں کی پردہ پوشی کرنے والا ہے۔

اَللَّطِیْفُ کے ایک معنے یہ کئے گئے ہیں کہ جو تھوڑی سی دی ہوئی قربانی کو قبول کرتا ہے مگر بدلہ عظیم الشان دیتا ہے۔ ایک معنی یہ کئے گئے ہیں کہ **لطیف** وہ ہے جو اس شخص کے کام سنوارے جس کے سب کام ٹوٹ اور بکھر گئے ہوں اور جو تنگ دست کو خوشحالی عطا کرتا ہے۔

پھر اس کے ایک معنے یہ ہیں کہ **لطیف** وہ ہے جو نافرمانی کرنے والے کی گرفت کرنے میں جلدی نہیں کرتا اور جو کوئی اس سے امید رکھتا ہے وہ اسے نامراد نہیں رکھتا۔ بعض نے **لَطِیْفٌ** کے یہ معنے کئے ہیں کہ وہ جو عارفوں کے اندرونوں میں اپنی ذات کے مشاہدے کے ذریعہ ایک چراغ جلا دیتا ہے اور صراطِ مستقیم کو ان کا منہاج بنا دیتا ہے اور اپنے نیک سلوک کے موسلا دھار برستے ہوئے بادلوں سے انہیں وسیع انعام عطا کرتا ہے۔

تفسیر قرطبی نے لکھا ہے کہ خطابی کہتے ہیں کہ **لَطِیف** بندوں سے حسن سلوک کرنے والے اس وجود کو کہتے ہیں جو ان کے ساتھ ایسے پہلوؤں سے جن کو وہ بندے جانتے ہیں لطف واحسان کا معاملہ کرتا ہے اور ان کے لئے ان کی خیر خواہی کے اسباب ایسی ایسی جگہوں سے پیدا کرتا ہے جس کا وہ اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔ بعض علماء کے نزدیک **اَللَّطِیْفُ** وہ ہے جو معاملات کی باریکیوں کو بھی خوب جانتا ہے۔ اس کے ایک معنی بڑے واضح ہیں کہ باریک بینی سے دیکھنے والا۔"

ان ساری باتوں کا جو خلاصہ نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ ایک تو اللہ تعالیٰ اپنی اس صفت کے تحت ہدایت کے نور سے خود منوّر کرتا ہے۔ پھر نمبر 2 یہ کہ وہ اپنی صفت **لطیف** کے تحت ہماری جسمانی اور روحانی نشوونما اور پرورش کے سامان کرتا ہے۔ پھر یہ کہ وہ اپنی صفت کے تحت ہماری آزمائش کے وقت ہمارا دوست اور ولی ہوتا ہے۔ پھر یہ کہ وہ جہنم سے بچاؤ کے طریق ہمیں سکھاتا ہے۔ پھر یہ کہ وہ تکالیف کے وقت ہماری حفاظت فرماتا ہے۔ پھر یہ کہ وہ اپنی صفت لطیف کے تحت ہماری پردہ پوشی فرماتا ہے۔ پھر وہ اپنی اس صفت کے تحت ہماری تھوڑی سی قربانیوں کا بہت بڑا اور عظیم اجر دیتا ہے اور پھر اپنی صفت لطیف کی وجہ سے انسان کو سزا دینے اور پکڑنے میں جلدی نہیں کرتا اور اس کے ایک معنے یہ ہیں کہ اس صفت کے تحت بڑی باریک بینی اور گہرائی سے ہر معاملے پر نظر رکھنے والا ہے۔

(خطبہ جمعہ 17 اپریل 2009ء)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَتُخْبِرِینِی أَوْلَیُخْبِرَنِّی اَللَّطِیفُ الْخَبِیرُ۔ یعنی تم مجھے سچی بات بتادو، ورنہ مجھے وہ ذات خبر دے گی جو **اَللَّطِیفُ الْخَبِیرُ** ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز)

چونکہ اللہ تعالیٰ **اَللَّطِیفُ** ہے اِس لیے وہ اپنے بندوں میں بھی نرمی کو پسند کرتا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الرِّفْقَ لَا یَکُونُ فِی شَیْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا یُنْزَعُ مِنْ شَیْءٍ إِلَّا شَانَهُ

(صحیح مسلم کتاب البر والصلة والآداب حدیث 2594)

یعنی نرمی جس چیز میں ہو اُسے خوبصورت بنا دیتی ہے اور جس سے نکال لی جائے اسے عیب دار کر دیتی ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَإِنَّ اللَّطِیفَ الْخَبِیرَ أَخْبَرَنِی أَنَّهُمَا لَنْ یَفْتَرِقَا حَتَّی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ

(جامع ترمذی، حدیث نمبر 3788)

یعنی مجھے **لطیف و خبیر** خدا نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں (قرآن اور اہلِ بیت) ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس آئیں گے۔

لفظ "**لطیف**" عربی زبان کے مادہ **ل-ط-ف** سے نکلا ہے۔ **اَللَّطِیفُ** وہ ذات ہے جس کا رحم، کرم اور مہربانی پوشیدہ ہے، جو ہمارے معاملات کو اس طرح سے چلاتا ہے جو ہمارے لیے مفید ہوں، نہایت باریک بینی سے ہمارے علم میں لائے بغیر۔ یہ مادہ قرآن میں آٹھ مرتبہ دو مختلف صیغوں میں آیا ہے، جیسے: "**وَلْیَتَلَطَّفْ**" (اور وہ نرمی واحتیاط سے کام لے) اور "**لَطِیفٌ**" (نہایت لطف و کرم کرنے والا)۔ لغوی طور پر "لُطف" کا مطلب ہے کسی پر ایسی نعمت یا مہربانی کرنا کہ اُسے محسوس بھی نہ ہو، اور کسی انتہائی باریک چیز یا عمل کی طرف اشارہ بھی کرتا ہے۔ نیز اس سے مراد وہ علم ہے جو چھپی ہوئی باتوں اور باریکیوں تک پہنچتا ہو اور وہ قدرت جو ایسے کام کر سکے جو دوسروں کے بس میں نہیں۔ **اَللَّطِیفُ** یعنی اللہ وہ ہے جو کامل علم اور بے پایاں رحمت کے ساتھ ہمیں نعمتیں عطا کرتا ہے، ہمیں ایک حالت سے دوسری حالت میں ایسے منتقل کرتا ہے کہ ہمیں محسوس بھی نہیں ہوتا اور ہمیں وہ فائدے پہنچاتا ہے جن کا ہمیں ادراک بھی نہیں ہوتا۔

کیا آپ نے غور کیا ہے کہ بعض اوقات کچھ عادتیں یا کچھ لوگ، جو حقیقت میں ہمارے حق میں اچھے نہیں ہوتے حالانکہ اُس وقت ہمیں اس کا اندازہ نہیں ہوتا- اللہ تعالیٰ ان کو ہم سے دُور کر دیتا ہے، یا ہمیں ان سے دُور کر دیتا ہے؟ اسی طرح کبھی آپ کسی معاملے میں آخری فیصلہ نہیں کر پا رہے ہوتے، تو اچانک کوئی شخص آپ کو ایسا اچھا مشورہ دے دیتا ہے جس کے بارے میں آپ نے پہلے سوچا بھی نہیں ہوتا اور پھر اسی مشورے کی وجہ سے آپ ایک بہترین فیصلہ کر لیتے ہیں۔ یہ بھی **لطیف** اللہ تعالیٰ ہی کی مہربانی ہوتی ہے جو ہماری مدد کے لیے لوگوں کو ہمارے راستے پر بھیجتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"لَطِیْفٌ لَطَفَ سے بنا ہے جس کے معنی ہیں لَطَفَ بِہٖ وَلَہٗ لُطْفًا- رَفَقَ بِہٖ۔ نرمی کی۔ لَطَفَ اللّٰہُ لِلْعَبْدِ وَبِالْعَبْدِ۔ رَفَقَ بِہٖ، اللہ نے بندے پر شفقت کی۔ وَأَوْصَلَ إِلَیْہِ مَایُحِبُّ بِرِفْقٍ۔ اور اس کی مراد اچھی طرح پوری کر دی۔ وَفَّقَہٗ۔ نیک کام کی توفیق دی۔ عَصَمَہ۔ اس کو شر سے محفوظ رکھا۔ لَطُفَ الشَّیْءُ لَطَافَۃً۔ صَغُرَ وَدَقَّ- لَطُفَ الشَّیْءُ معنے کہ کوئی چیز چھوٹی اور باریک ہو گئی۔ مِنَ الْاَسْمَاءِ الْحُسْنٰی مَعْنَاہُ الْبَرُّ بِعِبَادِہِ الْمُحْسِنُ إِلَی خَلْقِہٖ بِأَیْصَالِ الْمَنَافِعِ إِلَیْہِ أَوِ الْعَالِمُ بِخَفَایَا الْاُمُوْرِ وَدَقَائِقِہَا اور **جب لطیف کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے بولا جائے تو اس کے معنے ہوتے ہیں کہ بندوں پر اور مخلوق پر احسان اور شفقت و مہربانی کرنے والا۔ اور محبت و احسان کے ساتھ ان کو نفع پہنچانے والا مخفی باتوں کو جاننے والا۔** (اقرب)"

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 516 سورۃ یوسف)

پھر آپؓ نے لکھا کہ

"اللہ تعالیٰ کے لئے جب لطیف کا لفظ استعمال ہو تو اس کے دو معنی ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ لوگوں کی خبر گیری کرنے والا اور محبّت اور احسان کے ساتھ اُن کو نفع پہنچانے والا ہے اور دوسرے یہ کہ وہ اپنی مخلوق کی مخفی سے مخفی باتوں کو جاننے والا اور اُن کی تمام حاجات اور ضروریات کا علم رکھنے والا ہے۔ ان معنوں کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اگر نظامِ عالَم پر نگاہ دوڑائی جائے تو ہمیں یہ دونوں باتیں اپنے پورے کمال کے ساتھ دنیا میں دکھائی دیتی ہیں اور اِس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ واقعہ میں ایک لطیف ہستی ہے جس نے اپنی مخلوق کو فائدہ پہنچانے اور اُس کی زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے اِس قسم کی نعمتوں سے اُسے نوازا ہے اور اُس کی بقا کے لیے اتنے بڑے سامان پیدا کئے ہیں کہ کوئی شخص اگر ساری عمر بھی اِن نعمتوں کا شکر ادا کرتا رہے تب بھی وہ پوری طرح شکر ادا نہیں کر سکتا۔"

(تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 15)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ إِنَّ اللّٰہَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"إِنَّ اللّٰہَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ- اللہ تعالیٰ ادنیٰ و اعلیٰ سب باتوں سے باخبر ہے۔ علمِ الٰہی پر ایمان لانے سے نیکی پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان کو یہ یقین ہو کہ کوئی بڑا شخص مجھے دیکھ رہا ہے۔ تو پھر وہ بدی کرنے سے رکتا ہے۔ پھر اپنے بزرگوں، افسروں، حاکموں کے سامنے بدی کرنے سے اور بھی رکتا ہے ایسا ہی جس کو یہ ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام افعال، حرکات، سکنات کو دیکھتا ہے اور ہمارے دل کے خیالات اور ارادات سے بھی باخبر ہے۔ وہ شخص کبھی بدی کے نزدیک نہیں جا سکتا۔"

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 367)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّۃً۔ اِنَّ اللّٰہَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ (الحج:64)

یعنی کیا تُو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا تو زمین اس سے سرسبز ہو جاتی ہے۔ یقیناً اللہ بہت باریک بین (اور) ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

" اب بتاتا ہے کہ وہ نظامِ عالم میں دخل اس لئے دیتا ہے کہ اصل قائم رہنے والی ہستی وہی ہے اور باطل ہلاک ہونے والا ہے۔ اگر بندے باطل سے تعلق رکھیں گے تو وہ بھی ہلاک ہوں گے اور اگر حق اور صداقت سے تعلق رکھیں گے تو وہ بھی قائم رہیں گے۔ پس تم جو واجب الوجود خدا کے ساتھ تعلق رکھو گے ان لوگوں کے مقابلہ میں کس طرح ہار سکتے ہو جو ہلاک ہونے والی تعلیم کے ساتھ وابستہ ہیں۔ یہ تو اُس کی ہتک ہے کہ اُس کی طرف سے قائم ہونے والا سلسلہ تباہ ہو جائے۔ اِس سے اُس کے علیؓ اور کبیرؓ ہونے پر اعتراض آتا ہے۔ تمہارا خدا یقیناً بڑا ہے۔ اِس لئے تم بھی بڑے ہو گے اور تمہارے دشمن کا بُت چھوٹا ہے۔ اس لئے لازماً وہ ذلیل اور رسوا ہو گا۔ مادی دنیا

کو بھی دیکھ لو۔ جب مادی پانی نازل ہوتا ہے تو وہ شاداب ہو جاتی ہے اسی طرح روحانی پانی نازل ہو گا تو تم کیوں شاداب نہیں ہو گے۔ خصوصاً جب خدا دلوں کے بھید بھی جانتا ہے اور خبر دار ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 215)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں **اَللَّطِیفُ** کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس صفت کے تحت ایک مضمون یہ بیان فرمایا کہ زمینی اور روحانی زندگی دونوں سے متعلق جو چیز یاد رکھنے والی ہے وہ یہ ہے کہ زندگی پانی سے ملتی ہے اور روحانی زندگی پانے کے لئے تمام قوّتوں کے مالک خدا تعالیٰ کی توحید کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ آسمان سے پانی اُتارنے کی یہ مثال اس لئے دی کہ جس طرح یہ بارش کا پانی آسمان سے اترتا ہے اور زمین کو سرسبز کر دیتا ہے اسی طرح روحانی پانی بھی ہے۔ جس طرح جسمانی پانی زمین پر پڑتا ہے اور اُسے سرسبز کرتا ہے اسی طرح روحانی پانی بھی جب زمین پر اُترتا ہے تو لوگوں کے لئے روحانیت پیدا کرنے کا سامان پیدا کرتا ہے۔ آسمان سے بادل کا پانی جب زمین پر گرتا ہے تو چٹانوں اور پتھروں اور ریگستانوں میں تو اس طرح سرسبزی نہیں آتی۔ اسی طرح جو روحانی پانی جو ہے وہ بھی انہیں کو سرسبز کرتا ہے، انہی صاف دلوں کو زرخیز کرتا ہے جن میں نیکی کی کچھ رمق ہوتی ہے..... پس جب خدا تعالیٰ دیکھتا ہے کہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم:42) کہ ہر طرف خشکی اور تری میں فساد برپا ہے تو نبیوں کے ذریعہ سے روحانی پانی بھیجتا ہے اور انتہائی تاریک زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر آپؐ کے ذریعہ سے وہ کامل دین اور شریعت اتاری جس نے ان لوگوں کی روحوں کو تازہ کیا اور سیراب کیا جنہوں نے فائدہ اٹھانا تھا۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ایک ہزار سال کے تاریک زمانے کے بعد جب دنیا میں دوبارہ فساد کی حالت پیدا ہوئی تو آپؐ کے غلام صادق کو بھیجا تا کہ جس طرح پہلے يُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا (الروم:51) کا نظارہ دکھایا تھا اب پھر دکھائے اور ان دلوں کو تقویّت پہنچائے جو اپنے دلوں میں نور حاصل کرنے کی سچی چاہت اور تڑپ رکھتے ہیں۔ یہاں لطیف اور خبیر کے لفظ استعمال کر کے یہ بھی بتلا دیا کہ اللہ تعالیٰ کی باریک بین نظر جانتی ہے کہ کن لوگوں کو سچی تلاش ہے جن کے لئے روحانی پانی سے فیض اٹھانا مقدر ہے۔"

(خطبہ جمعہ 17 اپریل 2009ء)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۡ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۭ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَاۗءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ (یوسف:101)

یعنی اُس نے اپنے والدین کو عزت کے ساتھ تخت پر بٹھایا اور وہ سب اس کی خاطر سجدہ ریز ہو گئے اور اُس نے کہا اے میرے باپ! یہ تعبیر تھی میری پہلے سے دیکھی ہوئی رؤیا کی۔ میرے ربّ نے اسے یقیناً سچ کر دکھایا اور مجھ پر بہت احسان کیا جب اس نے مجھے قید خانہ سے نکالا اور تمہیں صحرا سے لے آیا بعد اس کے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان رخنہ ڈال دیا تھا۔ یقیناً میرا ربّ جس کے لئے چاہے بہت لطف و احسان کرنے والا ہے۔ بے شک وہی دائمی علم رکھنے والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی صفت لطیف کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" اس آیت میں حضرت یوسفؑ اللہ تعالیٰ کی صفت لطیف کے تحت مہربانیوں اور احسانوں کا ذکر کر رہے ہیں۔ آپؑ کے پاک دل کی وجہ سے بچپن سے ہی خدا تعالیٰ نے آپؑ کو رؤیاء صادقہ دکھائیں اور آج جب یہ تمام خاندان اکٹھا ہوا تو بچپن کی رؤیا جو آج پوری ہو رہی تھی آپ کو یاد آ گئی۔ باوجود بھائیوں کے ظلموں کے اللہ تعالیٰ آزمائش اور امتحان کے دور میں آپ کا ولی اور دوست رہا۔ ہمیشہ آپ کی حفاظت کی اور آج دنیاوی لحاظ سے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے پر بھی ان کی تھوڑی بہت جو قربانی تھی اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت لطیف کے تحت اس کا بے انتہا اجر دیا اور پھر نہ صرف حضرت یوسفؑ کی قربانی کا پھل ان کو ملا بلکہ حضرت یعقوبؑ کی قربانی کا پھل بھی ان کو ملا اور آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے اتنا عرصہ زندہ رکھا اور بیٹے کا وہ دنیاوی مرتبہ بھی دکھایا۔ اور پھر یہ مضمون اللہ تعالیٰ کی اس صفت کے ان معنوں کی طرف بھی پھرتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہر آزمائش کے وقت ولی ہوتا ہے۔ باپ بیٹے دونوں کا ولی رہا اور تکالیف سے نکالتا رہا۔ صبر اور ہمت اور حوصلے کی توفیق دیتا رہا۔ پھر اللہ کے ان دو مقرب باپ بیٹے کی وجہ سے باقی بیٹوں کی اصلاح کے سامان پیدا کر دیے۔"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 17 اپریل 2009ء)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لطیف بھی ہے اور خبیر بھی ہے۔ جہاں وہ ایسا نور ہے جو پاک دلوں میں داخل ہوتا ہے وہاں وہ باریک بینی سے دلوں کے اندر رونے دیکھ کر ہر وقت باخبر بھی رہتا ہے کہ کس کے دل میں کیا ہے اور جس کا دل باطل معبودوں سے بھرا ہوا ہو، جن آنکھوں میں دنیاوی ہوا وہوس ہو وہاں خدا تعالیٰ کا نور نہیں پہنچتا۔ پس اگر حقیقی رنگ میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وھُوَیُدْرِکُ الْاَبْصَارَ یعنی وہ خود آنکھوں تک پہنچتا ہے، سے فیض پانا ہے تو اپنے دلوں کو پاک کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کی توفیق دیتا رہے۔"

(خطبہ جمعہ 17 اپریل 2009ء)

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)